كلمة المدير

دہشت گردی کی حالیہ لہر......پس چہ باید کرد؟

حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہم
جنرل سیکرٹری وفاق المدارس العربیہ پاکستان

چند دنوں سے دل زخم زخم ہے، ہر طرف لہو بکھرا پڑا ہے، ہر طرف لاشے اور آنسو ہیں، حادثات اور سانحات کا ایسا تسلسل کہ ضبط کے سارے بندھن ٹوٹ کر رہ گئے۔ انسانی لہو شاید ہی کبھی اتنا ارزاں، اس قدر بے وقعت اور بے حیثیت ہوا ہو۔ دین اسلام جس لہو کے تحفظ اور سلامتی کی ضمانت دیتا ہے، دین اسلام جس انسانی جان کو حرمت عطا کرتا ہے ایسی حرمت کہ بیت اللہ شریف سے بھی ایک مسلمان کی حرمت اور تقدس کو زیادہ قرار دیا گیا۔ حضرت بلالؓ کو بیت اللہ کی چھت پر کھڑا کر کے پیغام دیا گیا کہ ایک مسلمان کی حرمت بیت اللہ سے بھی زیادہ ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا اور ایک انسان کی جان بچانے کو پوری انسانیت کی جان بچانے کے مترادف قرار دیا۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی جان اور انسانی لہو کی حرمت کو بیان کرنے کے لئے یہاں تک فرمایا کہ اگر ساری دنیا کے سارے کے سارے انسان کسی ایک جان کو ناحق قتل کرنے پر جمع ہو جائیں تو اللہ رب العزت ان سب کو جہنم میں ڈال دیں گے۔ قتل ایک ایسا جرم عظیم ہے جس کے انجام اور سزا کے طور پر ہمیشہ کے لئے جہنم میں ڈالے جانے کی وعید ارشاد فرمائی گئی ہے۔ اندازہ کیجیے کہ گناہوں اور جرائم کی فہرست تو بہت طویل ہے لیکن ان سب گناہوں میں سے شرک کے بعد صرف قتلِ ناحق ہی ایک ایسا گناہ ہے جس کے بارے میں متنبہ کیا گیا ہے کہ اس کا ارتکاب کرنے والا سدا جہنم میں رہے گا۔ یہاں یہ بھی واضح رہے کہ کسی بے گناہ مسلمان کا لہو بہانا تو درکنار ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا کہ اگر کسی شخص نے کسی ذمی اور معاهد کو ناحق قتل کر ڈالا تو میں میدانِ حشر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس ذمی کا وکیل بنوں گا۔

انسانی جان کی حرمت و تقدس اور قتل غارتگری اور دہشت گردی کے بہیمانہ فعل کی جتنی مذمت ہمارے دین میں آئی

ہے اتنی کسی بھی آسمانی یا غیر آسمانی مذہب میں موجود نہیں لیکن ہمارا المیہ یہ کہ اسی دین کے نام لیواؤں کا لہو بہہ رہا ہے بالخصوص وطن عزیز پاکستان میں ایک طویل وقفے کے بعد دہشت گردی اور قتل و غارتگری کا افسوس ناک سلسلہ ایک مرتبہ پھر شروع ہوگیا ہے۔ دہشت گردی کی حالیہ لہر کے اسباب ومحرکات کا جائزہ لینے کے لئے ہمیں گزشتہ کچھ عرصے کا منظر نامہ سامنے رکھنا ہوگا کیونکہ کچھ عرصے سے پاکستان میں جس طرح امن وامان کی صورتحال میں تیزی سے بہتری آئی تھی، ملک نے تعمیر وترقی کے منازل جس تیزی سے طے کرنے شروع کیے، سی پیک کا منصوبہ، توانائی کے حوالے سے مختلف پروجیکٹ، گوادر بندرگاہ کی فعالیت سمیت کئی ایسی چیزیں سامنے آئیں جو پاک وطن کو معاشی استحکام اور تعمیر وترقی کی منزل سے ہمکنار کرنے کا سبب بنتے دکھائی دے رہے تھے دوسری طرف اسلامی ممالک کے عسکری اتحاد کی باگ ڈور پاکستان کے ہاتھ میں آگئی، عالمی سطح پر ہونے والی توڑ جوڑ میں مختلف بلاکس کی تشکیل میں پاکستان کو کلیدی حیثیت حاصل ہونے لگی ایسے میں دہشت گردی کا سلسلہ شروع کیا گیا جو دراصل پاکستان کے مستقبل، پاکستان کے معاشی استحکام اور پاکستان کی تعمیر وترقی پر حملہ ہے۔ ہمیں یہاں یہ بات ضرور پیش نظر رکھنی چاہیئے کہ جب دہشت گردی کے واقعات کے ڈانڈے پڑوسی ممالک کے ساتھ جڑتے نظر آتے ہیں یا سرحد پار پاکستان دشمنوں کے ہرکارے حرکت میں آتے نظر آتے ہیں تو لازم نہیں ہوتا کہ ایسے دشمن عناصر براہ راست کاروائیاں کرتے ہوں بلکہ وہ بھٹکے ہوئے لوگوں کو ورغلا کر اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے ہمارے حکمرانوں کو ہر سانحہ کے بعد محض رٹے رٹائے بیانات دینے پر اکتفاء نہیں کرنا چاہیئے بلکہ دہشت گردی اور تخریب کاری کی ہر کوشش کے سامنے بند باندھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

صد شکر کہ گزشتہ کچھ عرصے سے پوری قوم دہشت گردی اور انتہا پسندی کے خلاف متحد، پرعزم اور منظّم دکھائی دی۔ تمام طبقات ایک پیج پر نظر آئے لیکن حالیہ لہر کے بعد دشمن کے بعض پروردہ عناصر نے قومی یکجہتی کو سبوتاژ کرنے کی کوشش شروع کردی۔ دھماکے تو بیک وقت چاروں صوبوں میں ہوتے ہیں لیکن جنوبی پنجاب، جنوبی پنجاب کی مالا جپنے کی کوشش اس بھونڈے انداز سے کی جاتی ہے کہ دشمن بھی خوشی سے بغلیں بجا اٹھتا ہے۔ جس طرح عالمی سطح پر دہشت گردی کو مذہب سے نتھی کرکے باقی ہر قسم کی درندگی کو جواز فراہم کیا جاتا ہے ہمارے ہاں بعض عناصر دہشت گردی کو کبھی مذہب اور کبھی مسلک سے نتھی کرکے اس کی آڑ میں مسلکی منافرت پھیلاتے پائے گئے اور قوم کی یکجہتی، یکسوئی اور اتحاد واتفاق کو پارہ پارہ کرنے کے جتن کرنے لگے۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ عملی زندگی میں تو تمام مسالک ومکاتب فکر کے راہنما بلا امتیاز مسلک دہشت گردی کے سامنے سینہ تانے کھڑے ہیں لیکن پروپیگنڈے کے بل بوتے پر قوم کو تقسیم کرنے کی ناکام کوشش بھی بعض کررہے ہیں۔ (بقیہ صفحہ نمبر ۵۹)